نمبر ۱۳۵ | مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۳۳ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۸ محرم سنہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

۱۰ - مئی ۱۹۳۳ء لاہور سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی - کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں ؛

بابو محمد اسماعیل و بابو سراج الدین پنشنر سٹیشن ماسٹر صاحبان جو امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حرمین کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں - اس سعادت پر ہم ان دونوں کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں ؛

۱۱ مئی - لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے جناب خان صاحب مولانا فرزند علی صاحب مبلغ انگلستان کے اعزاز میں ٹاؤن ہال میں ایک شاندار ٹی پارٹی دی گئی اور ایڈریس پیش کیا گیا - جس کے جواب میں جناب خان صاحب نے ایک دلچسپ تقریر کی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عبادت کا صحیح مفہوم کیا ہے -

(فرمودہ ۱۴ مئی ۱۹۰۲ء)

" انسان کی پیدائش کی علت غائی عبادت ہے جیسے فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں۔ کہ انسان ہر قسم کی قساوت کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنائے ۔ جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے اور جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر - پتھر - ناہمواری نہ رہے - اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو۔ اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کیجائے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے - اور اگر زمین کی کیجائے - تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے - اگر دل صاف کرے - اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری - کنکر - پتھر نہ رہنے دے - تو اس میں خدا نظر آئیگا۔ اللہ تعالے کی محبت کے درخت اس میں پیدا ہو کر نشو و نما پائیں گے اور وہ اثمار شیریں و طیب ان میں لگیں گے - جو اُکُلُهَا دَائِمٌ کے مصداق ہونگے۔ یہ وہی مقام ہے - جہاں صوفیوں کے سلوک کا خاتمہ ہے جب سالک یہاں پہونچتا ہے - تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اس کا دل عرش الٰہی بنتا ہے - اور اللہ تعالے اس پر نزول فرماتا ہے - سلوک کی تمام منزلیں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ کہ انسان کی حالت تعبد درست ہو۔" (الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

سالٹ پانڈ میں تبلیغ

مولوی نذیر احمد صاحب چار مارچ کو سالٹ پانڈ سے لکھتے ہیں کہ ۲۲۔ فروری ۱۹۳۴ء کو ایک جلسہ بمقام adan اور ۳ مارچ کو ایک جلسہ Jamma میں ہؤا پہلے جلسہ میں جماعت کی تربیت اور دُوسرے میں تبلیغ عام کی گئی۔ Jamma میں ایک بھی مسلمان نہیں۔ ان دونوں جلسوں میں احباب کثرت سے شامل ہُوئے کیپ کوسٹ میں منظم طور پر تبلیغ ہو رہی ہے۔ وہاں کے سکول میں ۴۸ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ کساسی میں سکول کھولنے کے متعلق بھی انتظامات ہو رہے ہیں ؂

لنڈن میں تبلیغ

مولوی محمد یار صاحب عارف لنڈن سے ۲۳ مارچ کو لکھتے ہیں کہ گزشتہ ہفتہ میں اتوار کے روز کافی احباب جمع ہُوئے۔ مسٹر مبارک احمد نے کتاب "احمدیت" سے چند صفحے پڑھ کر سُنائے۔ مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے نے ہستی باریتعالیٰ پر ایک دلآویز تقریر کی۔ اختتام پر ایک غیر مسلم نے سوال کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ تمام حاضرین کی معیت میں مغرب وعشا کی نمازیں ادا کی گئیں۔ مولانا درد صاحب نے ایک غیر احمدی ہندوستانی طالب علم کو تبلیغ کی۔ اور میں نے نومسلموں کو سبق پڑھائے۔ ۲۰ مارچ کو ایک نوجوان جو پہلے سے میرے زیر تبلیغ ہے۔ آیا۔ اس سے قریباً دو گھنٹے گفتگو کی۔ اچھا اثر ہؤا۔ اسی روز میں ایک نومسلم دوست کے مکان پر گیا۔ اور مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ ۲۲ مارچ کو مسٹر مبارک احمد صاحب نیونگٹن آئے۔ اور مولانا درد صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اعلان

تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں کیلئے

ناظر صاحب دعوت وتبلیغ کی طرف سے "الفضل" میں تعلیم یافتہ احمدی بے کار نوجوانوں کے متعلق جو اعلان شائع ہؤا ہے اس میں وُہ میرا منشاء اچھی طرح واضح نہیں کر سکے۔ میرا منشاء یہ ہے۔ کہ وُہ تعلیم یافتہ احمدی نوجوان جو بے کاری کی حالت میں اپنے خاندانوں کے لئے بار بنے ہُوئے ہیں۔ اور اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ اگر غیر ملکوں میں جا کر اپنی قسمت آزمائی کریں۔ تو ان کے لئے بھی بہتر ہوگا۔ اور اس طرح جماعت کے نوجوانوں میں ترقی کرنے کی رُوح بھی پیدا ہوگی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک ملک میں کسی کے لئے ترقی کرنے کا موقعہ نہیں ہوتا۔ لیکن دُوسرے ممالک میں جا کر اس کے لئے ترقی کا رستہ کھُل جاتا ہے۔ اس میں مشکلات اور خطرات بھی ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ جان کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ترقی کی امنگ رکھنے والوں کو اس قسم کے خطرات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور جو نوجوان خطرات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کامیاب ہو جاتے۔ اور مالدار بن جاتے ہیں۔ انگلستان سے کئی نوجوان جو افریقہ گئے۔ وُہ نہ صرف خود آسودہ حال ہو گئے۔ بلکہ کروڑوں روپیہ انہوں نے رفاہ عام کے کاموں میں چندہ کے طور پر دیا۔ اسی طرح ہندوستان کے کئی نوجوان جو دیگر ممالک میں گئے۔ انہوں نے خاصی ترقی کی ؂

دراصل جس چیز کی وجہ سے ترقی حاصل ہوتی ہے۔ وُہ عزم و استقلال۔ حوصلہ اور قربانی کا مادہ ہوتا ہے جو نوجوان اس ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلتے ہیں۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ قدم آگے ہی آگے بڑھائیں گے۔ وُہ دُنیوی ترقی کی منزل مقصود تک پہونچ جاتے ہیں ؂

اس قسم کے نوجوانوں کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ پھر ان کے مناسب حال مشورہ دیا جائے گا ؂

سے اردو پڑھتے رہے۔ موسم بہار کی آمد آمد ہے۔ اس لئے باغیچہ ٹھیک کرانے کی طرف خاص توجہ ہے۔ مکان کی حالت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

امریکہ میں تبلیغ

مولوی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے بنگالی ۱۶ مارچ کو شکاگو سے لکھتے ہیں:۔

ہفتہ زیر رپورٹ میں گوروں کے ایک چرچ میں ۱۲ مارچ کو میری تقریر ہوئی۔ حاضری کافی تھی۔ بعد میں دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ بہت اچھا اثر ہؤا۔ میں نے رسالہ مسلم سن رائز کا ایک پرچہ پہلے ہی چرچ میں ارسال کر دیا تھا۔ اور جیسا کہ ہمارے ہاں بھی قاعدہ ہے۔ کہ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن شریف سے کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اسے بائبل کی چند آیات سے کرتے ہیں۔ مگر اس روز رسالہ مسلم سن رائز سے قرآن پاک کی چند آیات، واحادیث معہ ترجمہ پڑھ کر اس کا آغاز کیا گیا جو ایک غیر مسلم نے کیا۔ انفرادی طور پر بھی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور ایک صاحب بالکل قریب ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ۱۷ اصحاب کی درخواست بیعت ارسال ہے۔ جو امریکہ کی مختلف جماعتوں کی تبلیغی مساعی کا نتیجہ ہے۔ یہ احباب ماہ فروری میں داخل اسلام ہُوئے ؂

مہاراجہ بہادر پٹیالہ کو قرآن مجید کا تحفہ

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" نے قرآن کریم کا جو گورمکھی ترجمہ شائع کیا ہے۔ خدا کے فضل سے اسے بڑی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے اور جناب شیخ صاحب اس کی اشاعت کے لئے بہترین کوشش کر رہے ہیں حال میں انہوں نے ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر پٹیالہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بیش بہا تحفہ پیش کیا۔ جسے مہاراجہ بہادر نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور مختلف مقامات سے ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا۔ میرا ذاتی مذہب خواہ کچھ ہو۔ مگر میرے دل میں جملہ مذاہب کی کتب مقدسہ کا بہت احترام ہے۔ مہاراجہ بہادر کی یہ وسیع الاخلاقی نہایت ہی قابل تعریف ہے ؂

نائب مہتمم تبلیغ ضلع گوجرانوالہ

ضلع گوجرانوالہ میں نائب مہتمم تبلیغ آئندہ سال کیلئے مرزا محمد شریف بیگ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کو مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس عہدہ پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۳۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

گاندھی جی نے سیاسیات سے علیحدگی اختیار کر لی

اپنی پالیسی کے غلط ہونے کا کھلم کھلا اعتراف

جماعت احمدیہ اور تحریک آزادی

جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت اور انفرادی طور پر ان تمام تحریکات سے علیحدہ رہی ہے۔ جو گاندھی جی یا دیگر کانگرسی لیڈروں کی طرف سے شروع کی گئیں۔ لیکن اس کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ ہم ہندوستان کی آزادی کے خواہاں نہیں۔ یا اسے غیروں کے زیرنگیں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ہم اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے جذبۂ حریت و آزادی میں کسی دوسری قوم یا اس کے افراد سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ آگے ہیں۔ اور جب کبھی ایسا موقعہ آیا۔ جو ہمارے خیال میں ملکی آزادی کی منزل کو قریب لانے والا تھا۔ ہم نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور بدامنی پیدا کرنے والی۔ یا ملک کے اندر امن وامان کو مخدوش۔ اور اخلاق کو بگاڑنے والی تمام تحریکات کے سوا حصول آزادی کے لئے جو بھی دیانتدارانہ۔ اور مخلصانہ سعی کی گئی۔ ہماری طرف سے اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا گیا۔

کانگرسی تحریکات سے ہماری علیحدگی

گاندھی جی کی جاری کردہ تحریکات سے عدم تعاون یا ہماری طرف سے ان کی مخالفت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ہم ملکی آزادی کے خلاف ہیں۔ سخت نادانی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے۔ کہ ان کی تمام تحریکات ایسی تھیں۔ جو ملک کے لئے اخلاقی تمدنی اور اقتصادی غرضیکہ ہر لحاظ سے سخت نقصان رساں تھیں۔ اور پھر ان سے حصول مقصد میں کسی فائدہ کی توقع نہ تھی ہم نے بارہا موجہ طور پر اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ کہ عدم تعاون برطانی ساخت کی اشیاء کا بائیکاٹ یا سول نافرمانی وغیرہ تحریکات سے ملکی آزادی میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ ان سے ہندوستان قطعاً آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور ان سے کسی نفع کی بجائے الٹا یہ نقصان ہوگا۔ کہ ہندوستان کی مالی حالت خراب ہو جائیگی۔ نوجوانوں کے اخلاق نہایت بُری طرح بگڑ جائیں گے اور امن وامان مخدوش ہو جائے گا۔

کانگرسی تحریکات کے نتائج

دنیا اس امر کو جانتی۔ اور اس کا اعتراف کرتی ہے۔ کہ ان تحریکات سے وُہ تباہ کن اور اخلاق سوز نتائج جن کا ہم نے اظہار کیا تھا۔ پیدا ہوئے۔ یہاں اس نہایت ہی ناگوار اور تکلیف دہ داستان کا اعادہ کرنے کی نہ تو فرصت ہے۔ اور نہ ہی ضرورت لیکن ہر وُہ انسان جو ملکی حالات میں ذرا بھی دلچسپی لیتا رہا ہے بخوبی جانتا ہے۔ کہ محض ان تحریکات کے نتیجہ میں کس طرح ہندوستان کی تجارت اور کاروبار تباہ ہوا۔ اجناس کی ارزانی نے زمینداروں کو بدحال کر کے روٹی تک کے لئے محتاج کر دیا۔ ملک کے اندر قتل وغارتگری۔ اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں کس قدر اضافہ ہوا کتنے فسادات بپا ہوئے۔ لوگوں کی جانیں ناحق ضائع ہوئیں۔ جانی و مالی نقصانات پہونچے۔ اس کے علاوہ اور بھی صدہا قسم کی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ اور یہ سب کچھ ان تحریکات کے نتیجہ میں ہوا۔ جو ملک کو غلامی کی لعنت سے آزاد کرانے کے لئے جاری کی گئی تھیں۔ یہ حالات اور واقعات اس قدر ناگوار تھے۔ کہ ان کی موجودگی میں سوراج یا آزادئی وطن کی کوئی قیمت باقی نہ رہ سکتی تھی۔ اور ایک دُوربین۔ اور سمجھدار انسان اس سوراج سے جس میں یہ خرابیاں پائی جائیں۔ اس بدترین غلامی کو زیادہ قیمتی سمجھے گا۔ جو ان عیوب سے پاک ہو۔

کانگرسیوں کو ہمارا مشورہ

ہم نے گاندھی جی اور دیگر کانگرسی راہنماؤں کو ہر موقعہ پر یہ بات سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ وُہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔ اس سے ہندوستان ہرگز آزاد نہیں ہو سکتا۔ یہ راہ جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ کعبہ کو نہیں۔ بلکہ ترکستان کی طرف لے جانے والی ہے۔ اس لئے اس پر چل کر سوراج کی منزل پر پہونچنے کی توقع میں آخر انہیں مایوسی ہوگی۔ ناکامی ہوگی۔ نامرادی ہوگی اور انجام کار انہیں اس رستہ کو چھوڑنا پڑے گا۔ ہماری اس رائے کو وطن دشمنی پر محمول کیا گیا۔ غداری قرار دیا گیا۔ ہمیں ٹوڈی سرکار پرست۔ اور خدا جانے کن کن القاب سے یاد کیا گیا۔ لیکن آخر وُہی ہوا۔ جو ہم کہتے تھے۔ گاندھی جی اس رستہ پر چلتے چلتے تھک گئے۔ اکتا گئے۔ منزل مقصود کا کوئی سراغ نہ ملا۔ کوئی آثار کامیابی کے دکھائی نہ دیئے۔ اور گوہر مراد حاصل ہونے کی کوئی امید نظر نہ آئی۔ اور بالآخر انہیں تنگ آکر چاروں طرف سے مایوس ہو کر۔ اور اپنی تمام مساعی کو بے نتیجہ۔ اور بے اثر دیکھ کر سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان کرنا پڑا۔

گاندھی جی کی سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان

چنانچہ اخبار "ملاپ" (۹ مئی) "گاندھی جی پالیٹکس سے علیحدہ ہو گئے" کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ

"احمد آباد کے ہریجن لیڈر مسٹر راج بھوج کو ایک خط کے دَوران میں گاندھی جی لکھتے ہیں۔ کہ اگر میں برت کے بعد زندہ رہا۔ تو اپنی تمام سرگرمیوں کو ہریجنوں کے ادھار کے لئے صرف کر دوں گا"

اس کے ساتھ ہی ایک انٹرویو کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جو آپ نے احمد آباد لیبر یونین کے سیکرٹری مسٹر لکشمن مہتہ سے کیا ہے۔ اس کے دَوران میں آپ نے کہا۔ کہ

"جب کچھ سال قبل میں نے ہندوستان میں کام شروع کیا تھا۔ تو میرے سامنے دو مقاصد تھے۔ ایک مزدوروں کی حالت کو بہتر بنانا۔ اور دُوسرا لوگوں کی مجلسی اور اقتصادی زندگی کو درجۂ مساوات پر لانا۔ اس وقت میرا خیال تھا۔ کہ ان دونوں مقاصد کی تکمیل تب ہو سکتی ہے۔ جب پہلے گورنمنٹ کو بدل دیا جائے۔ لیکن ۱۷ سال کے تجربہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ گورنمنٹ کو بدلنے سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی مجلسی اور اقتصادی زندگیوں کو سطح مساوات پر لے آئیں"

گاندھی جی اور اہل ہند

یہ وُہ الفاظ ہیں۔ جو اس شخص کے مونہہ سے نکلے ہیں۔ جو ہندوستان کا سب سے بڑا سیاسی قائد سمجھا جاتا ہے۔ جس کے بارہ میں ہندوؤں کا دعوےٰ ہے۔ کہ دُنیا بھر میں کوئی سیاست دان اور مدبر نہیں۔ جسے نہ صرف سیاسیات میں دُنیا کا استاد سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ روحانیت میں بھی بے نظیر خیال کیا جاتا ہے۔ جس کے

ہاتھ میں ہندوستانیوں نے سالہا سال تک اپنی قسمت کی باگ دیئے رکھی۔ جس پر اعتماد کر کے۔ اور جس کے دلفریب۔ اور خوشنما وعدوں میں آ کر لاکھوں۔ ہزاروں قابل اور ہونہار نوجوانوں کی زندگیاں جیلوں کی تاریک کوٹھڑیوں میں تباہ ہو گئیں۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی قید و بند کے مصائب میں گرفتار ہوئیں۔ سینکڑوں۔ ہزاروں انسان گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ ہزاروں عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے۔ کروڑوں روپیہ کا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ کاروبار تباہ ہو گئے۔ تعلیمیں نامکمل رہ گئیں۔ جس کی باتوں پر بھروسہ کر کے ہزارہا مسلمان اپنی جائدادیں ضائع کر کے ترک وطن کر گئے۔ جسے بعض کوتاہ فہم مسلمان مہدی۔ اور ہادی کا درجہ دے رہے تھے۔ اور جس کے متعلق خوش فہم لوگ یہ سمجھ رہے تھے۔ کہ وہ ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ ڈالے گا۔ ملک کو غیر ملکی سیادت سے آزاد کر کے یہاں ملکی حکومت قائم کر دے گا۔ ہندوستان کے جملہ مصائب کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اس بدنصیب ملک کو دنیا کے متمدن و مہذب ممالک کے دوش بدوش کھڑا کر دے گا۔ لیکن افسوس کہ وہ ملک کو اس طرح نقصان پہونچانے کے بعد کس سادگی اور بے تکلفی سے آج یہ کہہ رہا ہے۔ کہ وہ اس وقت تک محض ایک تجربہ کر رہا تھا۔ جس سے اسے یقین ہو چکا ہے۔ کہ اس کا خیال غلط تھا۔ اس کا تجربہ صحیح نہ تھا۔ اور اس وقت تک وہ جو کچھ کرتا رہا۔ وہ بے راہ روی تھی جس رستہ پر وہ گامزن تھا۔ وہ منزل مقصود پر نہیں پہونچا سکتا۔

ایک دلچسپ مثال

گاندھی جی کے اس بیان پر بعینہ یہ مثال صادق آتی ہے کہ کسی جگہ ایک خانصاحب رہتے تھے۔ جو مونچھوں کو ہمیشہ تاؤ دے کر رکھا کرتے تھے۔ اور اپنی دلیری اور بہادری کے پیش نظر وہ سمجھتے تھے۔ کہ صرف میرا ہی حق ہے۔ کہ مونچھوں کو تاؤ دے کر رکھوں۔ اور اکڑ کر چلوں۔ وہیں ایک لالہ صاحب کو بھی مونچھوں کو تاؤ دینے کا شوق چرایا۔ خانصاحب کو یہ ناگوار گزرا۔ اور انہوں نے لالہ صاحب سے کہا۔ کہ یا تو تم اپنی مونچھوں کو نیچا کر لو۔ اور یا پھر آؤ تلوار کے ذریعہ فیصلہ کر لیں کہ ایسا کرنے کا حق ہم میں سے کس کو ہے۔ لالہ صاحب تیغ آزمائی پر آمادہ ہو گئے۔ خان صاحب نے اس خیال سے کہ اگر میں مارا گیا۔ تو میرے اہل و عیال میرے بعد ذلیل نہ ہوں۔ میدان میں آنے سے قبل ان سب کو تہ تیغ کر دیا۔ لیکن اس سے فارغ ہو کر جب وہ مقابلہ کے لئے آئے۔ اور لالہ صاحب کو فیصلہ کے لئے للکارا۔ تو انہوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہہ دیا۔ چلو جانے دو۔ میں مونچھوں کو نیچے کر لیتا ہوں۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بعینہ یہ حال گاندھی جی کا ہے۔ آپ کی باتوں میں آ کر ہندوستان نے حکومت سے مقابلہ کر کے اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر لیا۔ لیکن آج آپ فرما رہے ہیں۔ کہ

"۱۷ سال کے تجربہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ گورنمنٹ کو بدلنے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی مجلسی اور اقتصادی زندگیوں کو سطح مساوات پر لے آئیں"

یہ اعلان سُن کر وہ لوگ جو آپ کو اپنی تمام توقعات اور امیدوں کی آماجگاہ بنائے بیٹھے تھے۔ نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

سول نافرمانی کا التواء

سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان اور اپنی اختیار کردہ پالیسی کے غلط ہونے کا اعتراف کرنے کے ساتھ ہی آپ نے سول نافرمانی کی تحریک کو ملتوی کرنے کا بھی فیصلہ کر دیا ہے حالانکہ یہی وہ چیز تھی جس پر حکومت اور کانگرس کے درمیان سخت کشمکش ہو رہی تھی۔ حکومت نے اس وقت تک کہ تحریک سول نافرمانی واپس نہ لی جائے۔ اپنی پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ گاندھی جی کے حامیوں نے ہندوستان اور برطانیہ میں ہزار کوشش کی۔ کہ حکومت اپنی پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی کرے۔ لیکن اس کی طرف سے ہمیشہ یہی جواب دیا جاتا رہا۔ کہ جب تک کانگرس اپنی جاری کردہ تحریک واپس نہیں لیتی۔ اس وقت تک وہ اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔ فریقین اپنے وقار کو برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ اور دنیا منتظر تھی۔ کہ اس میں کون کامیاب ہوتا ہے۔ لیکن پونا سے ۹ مئی کی اس خبر نے۔ کہ

"مہاتما جی نے ایک ماہ کے لئے سول نافرمانی ملتوی کر دی ہے۔ یہ سنسنی خیز اعلان کانگرس کے قائم مقام صدر مسٹر اینے سے مشورہ کے بعد کیا گیا ہے۔ مہاتما جی نے گورنمنٹ سے اپیل کی ہے۔ کہ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دے۔ اور آرڈیننس واپس لے" (ملاپ ۱۰ مئی)

اس انتظار کا خاتمہ کر دیا۔ اور صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ کانگرس نے اپنی شکست کا اعتراف کر کے۔ اپنے وقار کو خاک میں ملا دیا۔ گاندھی جی کی سیاسیات سے علیحدگی کے اعلان۔ اور اپنی پالیسی کی غلطی کے اعتراف کے ساتھ ملا کر اگر اس خبر کو پڑھا جائے۔ تو لازماً یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ غالباً آپ نے سول نافرمانی کی تحریک کی نامعقولیت کا بھی بخوبی احساس پیدا کر لیا ہے۔ اور وہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ اس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ خدا کرے۔ یہ احساس دیرپا اور مستقل ثابت ہو۔ اور آئندہ ملک کو اس کے مضرات کا خمیازہ نہ کھینچنا پڑے ؂

ہندوؤں میں عورتوں کی تحقیر

اخبار "نوجوان" ۳۰ اپریل نے "ہندو عورتیں قادیان کو" کے عنوان سے حسب ذیل خبر درج کی ہے:-

"امرت سر ۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء ہندوؤں کی غفلت اور تساہل کا نتیجہ ہے۔ کہ اب اعلےٰ خاندان کی ہندو مستورات بھگوان کے مفروضہ اوتار (مرزا قادیان) کی زیارت کے لئے قادیان جا رہی ہیں۔ جس کے لئے ہندوؤں کو جلدی ہی روک تھام کرنی چاہیئے۔ لکشمی نارائن سیوک سبھا کی طرف سے گلی کوچوں میں پرچار کر کے مستورات کو اس غلط راستہ سے روکنے کا پروگرام تیار کیا گیا ہے"

یہ خبر قریباً پنجاب کے تمام مشہور آریہ اور ہندو روزانہ اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کی صحت یا عدم صحت سے قطع نظر کرتے ہوئے دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ ہندو صاحبان۔ اور خصوصاً آریہ دوست عورتوں کی آزادی۔ اور ان کے مساوی حقوق کے جو دعوے کیا کرتے ہیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے۔

ہندوؤں میں تعلیم نسواں کا جو چرچا ہے۔ اس کے لحاظ سے یہ یقینی امر ہے۔ کہ اعلےٰ خاندانوں کی ہندو خواتین لکھی پڑھی ہوں۔ اعلےٰ درجہ کی عقل و سمجھ کی مالک ہوں۔ اگر اس پایہ کی خواتین کسی علمی یا مذہبی معاملہ کے متعلق تحقیقات کرنا چاہیں۔ تو ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ کسی دھوکہ اور حقیقت میں امتیاز نہیں کر سکیں گی۔ یہ خیال کرنا کہ وہ کسی فریب میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ ان کی علمیت۔ ان کی قابلیت اور ان کی عقل و سمجھ کی سخت توہین ہے۔ اور ان پر پابندیاں عائد کرنا آزادی نسواں کے بلند بانگ دعاوی کو خاک میں ملانا ہے ؂

اگر تعلیم یافتہ۔ اور روشن خیال خواتین کو علمی۔ اور مذہبی امور میں غور و فکر کرنے سے روکنا ہندو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ تو بے چاری ان پڑھ۔ اور حالات زمانہ سے ناواقف عورتوں پر جس قدر بھی تشدد کریں۔ کم ہے ؂

دراصل ہندو خواہ کتنا ہی آزاد خیال اور مساوات کا دلدادہ ہو جائے۔ ہندو دھرم نے عورتوں کی تحقیر اور تذلیل کا جو مادہ اس میں پیدا کر دیا ہے۔ وہ کسی صورت میں نہیں نکل سکتا۔ اور موقعہ بے موقعہ پھوٹتا رہتا ہے ؂

ہندوؤں کے نزدیک عورتوں کی آزادی۔ اور انہیں مساوی درجہ دینے کے دعاوی موجودہ سیاسی حالات کی پیدائش ہیں۔ اور انہیں ہر قسم کے انسانی حقوق سے محروم اور پوری پوری غلامی میں رکھنا جزو مذہب ہے اور یہ امر یقینی ہے۔ کہ مصلحت وقت مستقل طور پر مذہبی جذبہ پر غلبہ نہیں پا سکتی ؂

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کی دعوت چائے کے موقعہ پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں جو نعمتیں ملی ہیں ان کی عظمت کو پہچانو

۲ مئی ۱۹۳۳ء کو جامعہ احمدیہ و مدرسہ احمدیہ کی طرف سے جناب خان صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی (ایڈیٹر)

میں زیادہ دیر تک کھڑا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کل سے پیچش کی تکلیف ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے سلسلہ کے کاموں میں مبلغین کا آنا جانا

نہایت اہم امور

میں سے ہے۔ میں اس موقعہ کا کھایا جانا بھی پسند نہیں کرتا چونکہ یہ دعوت مبلغین کالج کے طلباء اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی طرف سے کی گئی ہے۔ اور چونکہ وہ آئندہ اس کام اور بوجھ کو اٹھانے والے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہماری جماعت پر رکھا گیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ زیادہ تر انہیں کو مجھے مخاطب کرنا چاہیئے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے

ہماری جماعت کے لئے فتوحات مقدر

کی ہیں۔ اور آئندہ زمانہ میں اگر کوئی دین غالب ہونے کی حیثیت سے قائم رہے گا۔ تو وہ احمدیت ہی ہوگی۔ ظاہری حالات کے ماتحت بے شک ہم کمزور نظر آتے ہیں۔ لیکن دنیا میں

ہر چیز کی طاقت کا اندازہ

لگاتے ہوئے اس بات کو ہی نہیں دیکھا جاتا۔ کہ اسکی موجودہ طاقت کیا ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ کس حد تک ترقی کر سکتی ہے۔ ہزاروں بیسیوں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ایسی ہیں۔ جو تاڑ کے درخت یا آم کے درخت کی تازہ نکلی ہوئی کونپل سے زیادہ مضبوط نظر آتی ہیں۔ مگر کوئی شخص ان کو اور تاڑ یا آم یا یوکلپٹس کی تازہ روئیدگی کو دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ جھاڑی ان سے زیادہ مضبوط ہے۔ ایک گیہوں کا پودا چار ماہ میں جتنی بلندی حاصل کرلیتا ہے۔ آم کا پودا اتنے عرصہ میں اتنی ترقی نہیں کر سکتا مگر باوجود اس کے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ گیہوں کا پودا آم سے زیادہ مضبوط ہے۔ بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے۔ کہ آم میں کسقدر بلند ہونے کی طاقت ہے۔ اور گیہوں میں کتنی۔ پس

ہماری جماعت کی طاقتوں کا اندازہ

اس پر نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہم کتنی ترقی کر چکے ہیں۔ بلکہ اس کا اندازہ دنیا کو اس سے لگانا چاہیئے۔ کہ ہمارے اندر کسقدر ترقی کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ اور اس اصل کے ماتحت احمدیت کو اگر دیکھا جائے۔ تو کوئی قوم خواہ اس کے افراد ہم سے کتنے زیادہ کیوں نہ ہوں۔ وہ کتنی زیادہ منظم اور وسیع کیوں نہ ہو۔ اور اس کا مال و دولت دنیا کو خیرہ کرنے والا کیوں نہ ہو۔ پھر بھی

احمدیت کے مقابل

میں اس کی حقیقت ہیچ ہے۔ تفصیلات کو جانے دو۔ ایک ایسی چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں ملی ہے۔ جس کے مقابل میں تمام دلائل اور تمام مذاہب کے فلسفے باطل ہیں۔ جس وقت مسیحیت کے فلسفی اپنی چرب زبانی اور وسیع تجربہ کے ماتحت دل لبھانے والی اصطلاحات کو پیش کرتے ہوئے عیسائیت کو خوب صورت شکل میں دنیا کے پیش کرتے ہیں۔ جس وقت پنڈت لاکھوں بلکہ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کروڑوں سال کی

تہذیب پر بنیاد

رکھتے ہوئے جوگیوں کی عمروں کے غور کئے ہوئے مسائل پیچیدہ اصطلاحات میں جنہیں وہ خود بھی نہیں سمجھتے۔ پیش کرتے ہیں جس وقت مسلمان علماء کہلانے والے لمبے جبوں کے ساتھ یونانیوں کی پس خوردہ یا ان سے نقل کردہ اصطلاحات میں اسلام کے مسائل ایسے ڈھنگ میں پیش کرتے ہیں۔ جو اسلام اور بانیٔ اسلام کے مدنظر نہ تھا۔ جس وقت یہودی نبوت کی لمبی زنجیر پر انحصار رکھتے ہوئے۔ ان خوبصورت تشبیہات کے ساتھ جن پر یہودیت کو ناز ہے اپنی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ اس وقت ایک فقرہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ ایک جامع رنگ میں الفاظ میں پیش کر کے سب کی کوششوں کو باطل کر دیتا ہے۔ وہ جملہ کیا ہے۔ یہ کہ بے شک تمہاری تعلیمات اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ اور دعوے اس قسم کے ہیں۔ کہ ان کے متعلق تمہارے دلائل منجھے ہوئے اور سلجھے ہوئے ہیں۔ مگر ایک بات بتاؤ۔ کہ ان کا نتیجہ کیا ہے۔ اگر

مذہب کی غرض

خدا تعالےٰ سے ملاقات اور وابستگی ہے۔ اور اس کے بدلہ میں کوئی چیز ملتی ہے۔ تو ہم ان اصطلاحات کے چکر میں جانے کے بجائے تم سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ تمہیں خدا سے کیا ملا ہے۔ بس اس پر

کل مذاہب ایسے دم بخود

ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا سانپ سونگھ گیا۔ ہمارا وہ سیدھا سادھا فقرہ جو تمام فلسفوں سے ظاہر عاری ہے۔ بلکہ انہیں سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتا۔ وہ ایک فقرہ سے

سب کو نادم اور خاموش

کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کر کے زندہ خدا کے کچھ نہ کچھ زندہ نشان دیکھے ہیں۔ اس کے مقابل میں تمہارے پنڈتوں عالموں اور ربیوں نے کیا دیکھا۔ وہ صرف یہی نہیں کہتے۔ کہ انہوں نے نہیں دیکھا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ کہکر وہ گویا اسکی

عظمت و شان کا اعتراف

کرتے ہیں۔

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے اپنی تقریر میں پروفیسر مارگولیتھ کا ذکر کیا ہے۔ میں نے بھی سفر یورپ میں ان سے اور بعض دوسرے مستشرقین سے گفتگو کی۔ اور کہا۔ کہ آپ قرآن کریم کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے قلب پر یا کان میں ڈالا گیا۔ اور اس کے لئے کبھی آپ تاریخوں سے دلائل ڈھونڈھتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ نتائج ہیں۔ ان طبعی حالات کا جن میں سے آپ گزرے۔ کبھی کہتے ہیں۔ یہ جوابات ہیں ان سوالات کے جو قوم کی طرف سے آپ پر کئے جاتے تھے۔ اور اس لئے یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ ان بحثوں کو جانے دو۔ کہ یہ ان حالات

کا طبعی یا تاریخی نتیجہ ہے، یا سوالات کا جواب ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الشان نبی اور ہادی ہیں۔ تم فلسفیانہ
اور سائنٹیفک دلائل سے ثابت کرو۔ کہ خدا تعالے کی زبان نہیں
اور وہ نہیں بولتا۔ یا کسی انسانی زبان میں گفتگو کرنا اس کی
شان کے خلاف ہے۔ مگر

ان سب باتوں کے جواب میں

میں صرف یہی کہوں گا۔ کہ اگر
[illegible] پیدا کیا ہو۔ اور میں اپنے ذاتی [illegible] ہوں۔ کہ یہ خدا تعالے کے
الفاظ ہیں۔ تو بتاؤ۔ تمہارے دلائل کی میرے نزدیک کیا
حقیقت رہ سکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے کہا۔ کہ اس
صورت میں تو واقعی کوئی دلیل آپ پر اثر نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا
تم مجھے پاگل سمجھ لو۔ غلطی خوردہ قرار دے لو۔ لیکن جب
مجھے یقین ہے۔ کہ

خدا تعالے نے میرے سامنے کلام

کیا ہے۔ تو میں کیسے مان لوں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
وہ ہمکلام نہیں ہوا۔ یہ وہ چیز ہے۔ جس کے مقابلہ میں کوئی
نہیں ٹھہر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل یہ
ایک ایسی نعمت ہمیں ملی ہے۔ کہ ہم کسی جگہ بھی شرمندہ نہیں
ہو سکتے۔ اور ہمیں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ گھبراہٹ
اسی وقت ہوتی ہے۔ جب انسان شبہ میں ہو۔ اور اسے خیال
ہو۔ کہ ممکن ہے۔ میری بات غلط ہو جائے۔ مگر جس کا

اپنا مشاہدہ

ہو۔ وہ اگر دوسروں کے سامنے ثابت نہ بھی کر سکے۔ اور انہیں
قائل نہ کر سکے۔ تب بھی گھبراہٹ اس کے اندر پیدا نہ ہو گی
زید کے ہاتھ میں ایک چیز موجود ہے۔ اگر دوسرے اسے نہیں
دیکھ سکتے۔ تو اسے ان کی نظروں کی کمزوری پر افسوس ہو گا۔

چیز کے وجود کے متعلق

اس کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ وہ یہی خیال
کرے گا۔ کہ بعض لوگوں کی نظروں میں ایسی کمزوری ہوتی ہے۔
کہ وہ بعض اشیاء کو نہیں دیکھ سکتے۔ عام لوگوں کو دوسرے سے
گفتگو کرتے ہوئے خطرہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی نے سائنس کی
تھیوری پیش کر دی۔ یا کوئی اور اصطلاح لے بیٹھا۔ تو ہم کیا
جواب دیں گے۔ لیکن ہمارے سامنے اگر ایسی صورت پیش آئے
تو ہم کہیں گے۔ تمہاری سائنس تمہیں مبارک ہو۔ لیکن ہم اس
واقعہ کو کیا کریں۔ جو ہمارے ساتھ پیش آ رہا ہے۔ آپ کا فلسفہ
صحیح ہو گا۔ لیکن ہم

اپنے مشاہدہ کے مقابل میں

اس کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں۔ غرضیکہ اس کے مقابل پر نہ
فلسفہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ سائنس۔ اور اس سے ہماری جماعت
کو ایک ایسی طاقت اور قوت حاصل ہو گئی ہے۔ کہ ناممکن ہے
یہ جماعت کسی سے دب سکے۔ جتنا

کسی جماعت کے اندر یقین

ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ زیادہ ترقی کر سکتی ہے۔ جب بھی کسی
قوم نے ترقی کی ہے پہلے اس کے اندر یقین پیدا ہوا ہے
کہ ہم ضرور جیتیں گے۔ پھر یہ نہیں۔ کہ جیتنے کا صرف دعویٰ
[illegible]

دعوے اور یقین میں بہت فرق

ہے۔ دعوے جوش کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اور یقین ٹھنڈی
حالت میں۔ لڑائی کے وقت ایک دوسرے کو کہتا ہے۔ میں جان
سے مار دوں گا۔ تمہیں پیس ڈالوں گا۔ تباہ کر دوں گا۔ حالانکہ دوسرا
اس سے اس قدر طاقتور ہوتا ہے۔ کہ ایک تھپڑ مار تو مر جائے۔ اور اگر،
جوش کی حالت نہ ہونے کے وقت یعنی دو چار روز پہلے یا لڑائی
کے بعد جب اسے کوئی غصہ فریق مخالف کے متعلق نہ ہو۔ اس
سے پوچھا جائے۔ کہ فلاں آدمی طاقتور ہے۔ یا تم۔ تو وہ نہایت
سادگی سے تسلیم کرے گا۔ کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ طاقتور ہے
یہ تو دعوے کی صورت ہے۔ لیکن یقین ان تمام حالات کو جو عقل
پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ علیحدہ کر کے ہوتا ہے۔ مسلمان عام طور پر یہی
کہتے ہیں۔ کہ ہم ہندوؤں کو مار دیں گے۔ لیکن جب علیحدگی میں بیٹھ کر
ٹھنڈے دل سے بات چیت کرتے ہیں۔ تو اس امر کو تسلیم کر لیتے
ہیں۔ کہ ہماری حالت بہت خراب ہے۔ اور ہم کسی پہلو سے
بھی دوسروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ گویا دعوے

جوش اور دیوانگی

پر مبنی تھا۔ تو میں بتا رہا تھا۔ کہ ترقی کے لئے خواہ وہ دینی ہو۔
یا دنیوی

پہلی ضروری چیز

یقین ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
طفیل ہمیں حاصل ہے۔ اور یہ صرف اس وجہ سے نہیں۔ کہ دلائل
کے لحاظ سے ہمارے مقابل پر کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ اس لئے بھی کہ
ایسی خبریں خدا تعالے کے کلام میں موجود ہیں۔ کہ زمین و آسمان
انہیں نہیں ٹال سکتے۔ اور کوئی طاقت انہیں پورا ہونے سے
نہیں روک سکتی۔ پس ہم

یقین کے اس مقام پر

ہیں۔ جہاں دوسرا اور کوئی نہیں۔ اس لئے ہمیں قربانی بھی ایسی
ہی کرنی چاہیئے۔ جو دوسرے نہ کر سکتے ہوں۔ دیکھو زمیندار کو
یقین ہوتا ہے۔ جس کی بناء پر وہ غلہ گھر سے نکال کر باہر پھینک
آتا ہے۔ پس ایک طرف مشاہدہ اور دوسری طرف یقین یہ ہمیں
حاصل ہیں۔ اور یہ ایسی چیزیں ہیں۔ کہ ممکن نہیں کسی کے سامنے یہ
پیش کی جائیں۔ اور وہ اس امر کو تسلیم نہ کرے۔ کہ ہمارے اندر

نشو و نما کی وہ قابلیت

ہے۔ جو دوسرے کسی کے اندر نہیں۔ اور اس لئے سب کو ماننا
پڑے گا۔ کہ یہی

غالب آنے والی قوم

ہے۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ شاید حالات بدل جائیں۔ اور ایسی
صورت اختیار کر لیں۔ کہ یہ جماعت تباہ ہو جائے۔ مگر یہ کوئی
نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہمارے اندر ترقی کرنے کی قابلیت موجود نہیں
اگرچہ ہمارے نزدیک یہ خیال بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہم اپنی
ترقی کا یقین

اللہ تعالے کی طرف سے الہام

کی بناء پر رکھتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے
وہ بھی اس امر کو دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے نے ہمیں
ایسی طاقت دی ہے۔ کہ دنیا کا کوئی مذہب مقابل پر ٹھہر
نہیں سکتا۔ باقی رہا

حوادث زمانہ سے تباہی

کا احتمال۔ سو جیسے یہ احتمال ہے۔ کہ تباہ ہو جائے۔ ویسے ہی
یہ بھی ہے۔ کہ نہ ہو۔ ہمارے پاس معقولیت ہے۔ جو کسی دوسرے
مذہب کے پاس نہیں۔ عیسائیت کس بات کی تائید کے لئے
کھڑی ہے۔ اسی لئے کہ ایک کھانے پینے والے انسان
کو جس کی اگر

قرآن کریم تصدیق

نہ کرتا۔ تو بائیبل میں اس کے پیش کردہ حلیہ کے رو سے شائد
اسے نیک آدمی منوانا بھی مشکل ہو جاتا۔ اسے خدا منوا لئے مسلمان
کس چیز کو پیش کرتے ہیں۔ یہ کہ مرض تو دنیا میں موجود ہے۔ مگر
اس کا علاج موجود نہیں۔ کون عقلمند ہے۔ جو اسے تسلیم کرے ان
کے پیش کردہ سب دلائل کے بعد بھی اگر پوچھا جائے، تو

ہر عقلمند اور سمجھدار

اس بات کو مانے گا۔ کہ اگر مرض باقی ہے۔ تو علاج بھی ضرور موجود
ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ہندوؤں کی طرف سے جو باتیں پیش کیجاتی
ہیں۔ وہ بھی

معقولیت سے خالی

ہیں۔ لیکن احمدیت اگرچہ لوگ بظاہر اس کی مخالفت ہی کریں۔
رائج دہی ہو رہی ہے۔ وہی باتیں جن کی بناء پر آج سے بیس
سال پہلے ہم پر

کفر کے فتوے

لگائے جاتے تھے۔ اب انہیں دنیا تسلیم کر رہی ہے پہلے
کہا جاتا تھا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مرنا خلاف اسلام بات ہے
لیکن آج کہا جاتا ہے۔ کہ اس بات کو کون مانتا ہے۔ کہ حضرت عیسے

آسمان پر زندہ ہیں۔ اور اب مخالفین کا بیشتر حصہ اس کا قائل ہو چکا ہے۔ سو منہ سے خواہ وہ مخالفت ہی کریں۔ مگر دل

ضرور مان چکے ہیں۔ اسی طرح

ناسخ و منسوخ کا مسئلہ

ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ کیسے پاگل ہیں۔ کہ کہتے ہیں۔ قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ مگر آج کسی سمجھدار آدمی یا مولوی کے پاس جاؤ۔ وہ تسلیم کرے گا۔ کہ قرآن کریم میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں۔ اگرچہ بعض باتوں کو سیاسی اغراض یا تعصب کی وجہ سے تسلیم نہیں کیا جاتا۔ مگر احمدیت نے ان کی

عمارت کے اندر سرنگ

لگائی ہے۔ اور اگر آج نہیں۔ تو کل ضرور وہ گر کر رہے گی۔ اور یہ مشکل کام نہیں۔ اگر نوجوان ہمت نہ دکھائیں۔ یا گھبرائیں۔ تو یہ نہایت افسوس کی بات ہوگی۔ بے شک

دلوں کا فتح کرنا

آسان کام نہیں۔ مگر اس کے لئے تمام سامان ہمارے پاس موجود ہیں۔ جو اوروں کے پاس نہیں ہیں۔ اس واسطے دنیا کے مقابلہ میں ہمارے لئے یہ کام آسان ہے۔ پس ہمارے نئے ہونے والے اور پرانے مبلغین سب کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کھانا پکا ہوا تیار ہے۔ اب صرف اس کا کھانا باقی ہے۔ اپنے

حوصلوں اور ارادوں کو بلند و بالا

کرو۔ اور اس

نعمت کی عظمت

کو پہچانو۔ جو خدا تعالےٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرفت دی ہے۔ آج لوگوں کا یہ کہنا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یا قرآن میں ناسخ و منسوخ نہیں۔ کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کے پیچھے ایک ایسی طاقت ہے۔ جو

دنیا کو تہ و بالا

کر سکتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ زمین و آسمان کو الٹ دیا جا سکتا ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو۔ اگر آدمی کو معلوم نہ ہو۔ کہ اس کے پاس جو ہتھیار ہے۔ وہ کس قدر زبردست ہے۔ تو وہ شکست کھا جاتا ہے۔ اس لئے اس نعمت کی عظمت کو پہچانو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ لوگوں کو ایسی نعمت اور دولت دی ہے۔ کہ کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے نوجوانوں کو

سچا خلوص اور تقوےٰ

عطا کرے۔ جو اس کے منشاء کے مطابق ہو۔ اور جنہوں نے اپنے واپس آنے والے بھائی کی دعوت کی ہے۔ انہیں اس کا اجر عطا کرے۔ نیز خان صاحب کے کام میں جو حصہ خلوص سے کیا گیا اس کے بدلہ میں انعام عطا کرے۔ اور جس میں کوئی غلطی رہ گئی ہے

تاریخ اسلام

عراق میں اسلامی فتوحات

اس وقت تک اسلامی لشکر کے صرف وہ کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔ جو اہل روم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ فتح یرموک کے بعد یہاں سے مسلمانوں نے حمص کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ لیکن ان واقعات کو بیان کرنے سے قبل ضروری ہے۔ کہ عراق میں مسلمانوں کی سرگرمی کا تذکرہ کر دیا جائے۔ تا ترتیب قائم رہ سکے۔ اور تا ایسا نہ ہو۔ کہ شام کے واقعات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم اس قدر آگے نکل جائیں۔ کہ عراق کے حالات معلوم کرنے کے لئے بہت پیچھے آنا پڑے

اسلامی لشکر عراق میں

حضرت فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے پہلے ہی ہفتہ میں مثنیٰ بن حارثہ اور ابو عبیدہ بن مسعود کو ایک لشکر دیکر عراق کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رستہ سے قبائلی لوگوں کو بھی فراہم کرتے جاتے تھے۔ اس لئے مثنیٰ بن حارثہ ان سے ایک ماہ قبل عراق میں داخل ہو گئے۔ اور حیرہ کے مقام پر قیام کیا۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا۔ کہ عراق میں ان کے خلاف سخت ہیجان اور جوش پایا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو زک دینے کے سامان نہایت مستعدی اور سرگرمی سے ہو رہے ہیں۔ اور ان سب انتظامات کی باگ ڈور رستم کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس وقت صدر اعظم اور وزیر جنگ تھا۔

ایرانیوں سے معرکے

رستم کو جب اسلامی لشکر کے عراق میں داخلہ کی اطلاع ملی۔ تو اس نے اس کے مقابلہ کے لئے ایک زبردست فوج روانہ کی۔ دوسری فوج مقام کسکر اور تیسری نمارق کے مقام پر بھیج دی۔ تاکہ مسلمانوں کو قدم قدم پر روکا جائے۔ اس اثناء میں ابو عبیدہ بھی آ گئے اور ایرانی فوج مقیم نمارق پر خود ہی حملہ کر دیا۔ سخت خونریز جنگ ہوئی۔ ایرانی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

کسکر کی جنگ

جاپان کی ہزیمت خوردہ فوج کسکر کے مقام پر پہنچی۔ جہاں پہلے ہی تیس ہزار سپاہی موجود تھے۔ اس کے علاوہ مدائن سے بھی وہاں زبردست کمک بھیجی گئی۔ لیکن اس کے پہنچنے سے قبل ہی حضرت ابو عبیدہ نے کسکر پر حملہ کر دیا۔ زور شور سے جنگ شروع ہوئی۔ اور جب کوئی نتیجہ نکلتا دکھائی نہ دیا۔ تو حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے چار کوس کا چکر کاٹ کر عقب سے ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ ایرانی تاب نہ لا سکے۔ ان کا سپہ سالار میدان سے بھاگ نکلا۔ جسے دیکھ کر سپاہی بھی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ مسلمانوں کے مختلف دستے ان کے تعاقب میں بھیجے گئے۔ جنہوں نے تمام ارد گرد کے علاقہ کو تسخیر کر لیا۔ اور اس طرح مدائن سے جو کمک جالینوس نامی سردار کے زیر کمان لشکر بھیجی گئی۔ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی چونکہ اس کا فیصلہ ہو گیا۔ اس لئے اس نے باقیشیا میں قیام کیا۔ یہاں حضرت ابو عبیدہ نے اس پر حملہ کر کے اسے شکست فاش دی۔

زبردست تیاریاں

جالینوس جب شکست کھا کر مدائن پہنچا۔ تو ایران کے ایک سرے سے دوسرے تک ہل چل مچ گئی۔ عربوں کی پیشقدمی کو روکنے کے مسئلہ پر نہایت سنجیدگی سے غور و خوض کر کے بہمن جادویہ نامی ایک سردار کو جو بہت تجربہ کار اور زبردست سپہ سالار تھا۔ تیس ہزار فوج تین سو جنگی ہاتھی اور دیگر سامان حرب کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور اسے درفش کاویانی بھی دیا گیا۔ جس کے متعلق اہل ایران کا عقیدہ تھا۔ کہ جس فوج کے ساتھ یہ جھنڈا ہو۔ وہ کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔ بہمن قس ناطف کے مقام پر آ کر مقیم ہوا۔ ادھر ابو عبید بھی اسکی آمد کی خبر سنکر کسکر سے نکلے۔ اور دریائے فرات کے کنارے مقام مروحہ پر چھاؤنی ڈالدی۔ دونوں لشکروں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا۔ اس لئے چند روز دونوں چپ چاپ پڑے رہے اور بالآخر بتراضیٔ فریقین دریا پر پل تیار کیا گیا۔ اس کے بعد بہمن نے ابو عبید کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ تم اس طرف آؤ گے۔ یا ہم اس طرف آئیں۔ اگرچہ عرب سرداروں کی رائے ایرانیوں کو اپنی طرف بلانے کی تھی۔ مگر ابو عبید نے خود دریا کو عبور کرنے کا فیصلہ کیا

مسلمانوں کے لئے نئی مصیبت

چنانچہ مسلمانوں کے وہاں پہنچنے پر دونوں طرف سے صفیں درست کی گئیں۔ اور میدان کارزار گرم ہوا۔ ایرانیوں نے جنگی ہاتھی سب سے آگے رکھے۔ جن پر تیر انداز سوار تھے۔ مسلمانوں نے ہاتھی اس سے قبل نہ دیکھے تھے۔ اس لئے ان کے گھوڑے بدکتے اور بے قابو ہو ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ اس پر پیادہ حملہ کا حکم دیا گیا۔ جو بڑی مردانگی اور جوانمردی سے کیا گیا۔ لیکن ہاتھیوں نے مسلمانوں کو پاؤں تلے روندنا شروع کیا اور انہوں نے اگرچہ کئی ہاتھیوں کی سونڈیں اور ٹانگیں کاٹ کر انہیں بیکار کر دیا۔ مگر پھر بھی اس آفت سے نجات نہ ہوئی

اسلامی سپہ سالار اور دیگر سرداروں کی شہادت

حضرت ابو عبید نے بھی ایک ہاتھی پر ایسا ہی حملہ کیا۔ اور اگرچہ اسکی سونڈ کاٹ ڈالی۔ مگر اس نے اسی حالت میں آپ کو نیچے گرا کر روندنا شروع کیا۔ جس سے سب ہڈیاں پسلیاں ٹوٹ گئیں ان کی شہادت کے بعد ان کے بھائی حکم نے علم ہاتھ میں لیا۔ مگر وہ بھی ہاتھی پر حملہ آور ہو کر اسی طرح شہید ہو گئے۔ ان کے بعد انکے قبیلہ کے چھ افراد نے یکے بعد دیگرے علم کو اٹھایا۔ اور سب کے سب شہید ہو گئے۔

اب مسلمانوں کی حالت سخت خراب تھی یکے بعد دیگرے اسقدر سرداروں کی شہادت اور ہاتھیوں کی مصیبت نے انہیں بہت شکستہ

م خاطر کر دیا تھا۔ اور وہ پسپا ہونا چاہتے تھے۔ کہ کسی مسلمان نے پل توڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگ دریا میں کود کود کر پانی میں غوطے کھانے اور ڈوبنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت مثنیٰ نے بچی کھچی فوج کو فراہم کر کے

بائبل کی چند آیات پر تنقید

حضرت آدمؑ کی ایک لغزش

بائبل کے بیان کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے جب شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا تو اللہ تعالیٰ کے اس سوال پر کہ "تجھے کس نے بتایا کہ تو ننگا ہے۔ کیا تو نے اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا تھا کہ اس سے نہ کھانا" انہوں نے جواب دیا۔ "اس عورت نے جسے تو نے میری ساتھی کر دیا۔ مجھے اس درخت سے دیا اور میں نے کھایا" بائیبل بیان کرتی ہے کہ "تب خداوند نے عورت سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا۔ عورت بولی کہ سانپ نے مجھے بہکایا تو میں نے کھایا۔" (پیدائش ۳-۱۲-۱۳)

آدمؑ۔ حواؑ اور سانپ کو سزا

اس فعل میں چونکہ تین ملزم ثابت ہوتے تھے۔ یعنی سانپ جس نے حوا کو بہکایا۔ حوا جس نے حضرت آدم کو پھل دیا۔ حضرت آدم۔ جن سے یہ غلطی ہوئی اس لئے بروئے بائیبل اللہ تعالیٰ نے تینوں کے لئے حسب ذیل سزائیں تجویز کیں۔

"سانپ سے کہا اس واسطے کہ تو نے یہ کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بھر خاک کھائیگا اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی۔ اور تو اس کی ایڑی کو کاٹیگا"

"اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤں گا اور تو درد سے لڑکے جنے گی۔ اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا اور وہ تجھ پر حکومت کریگا"

"اور آدم سے کہا۔ اس واسطے کے تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا کہ اس سے مت کھانا۔ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائیگی اور تو کھیت کی نبات کھائیگا۔ تو اپنے مونہہ کے پسینہ کی روٹی کھائیگا" (پیدائش باب ۳)

سانپ کی سزا کے متعلق قابل حل سوالات

سانپ کو کہا گیا ہے کہ:۔

"تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا"

اس کے متعلق سوال یہ ہے کہ

اول۔ لعنت ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ سے بُعد اور دوری کے ہیں۔ اس لحاظ سے ملعون ہمیشہ اسے کہا جاتا ہے جسے ایک زمانہ میں قرب الٰہی حاصل ہو مگر دوسرے وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے وہ اس قرب سے محروم ہو گیا ہو۔ سوال یہ ہے کہ سانپ کو جو ملعون کہا گیا۔ تو کیا اسے کسی زمانہ میں قرب الٰہی حاصل تھا؟ عیسائیوں کو اس کا جواب اپنی الہامی کتاب کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کرنا چاہیئے۔

دوم۔ اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ سانپ ملعون ہوا تو پھر سوال یہ ہوتا ہے کہ اس کے ملعون ہونے کا نشان کیا ہے؟ کیا کاٹنا اس کی لعنت کا نشان ہے اگر یہی اس کے ملعون ہونے کا ثبوت ہے تو بھڑ بچھو بھڑ۔ شہد کی مکھی سب کو ملعون ماننا پڑیگا۔ اور اگر سانپ کا مٹی کھانا اس کی لعنت پر شاہد ہے تو مٹی اور بھی بہت سے حشرات الارض کھاتے ہیں اس لحاظ سے تمام ملعون ٹھیریں گے حالانکہ بائیبل صرف سانپ کو ملعون قرار دیتی ہے۔

سوم۔ جس زمانہ میں سانپ ملعون ہوا۔ اس وقت کوئی اور سانپ بھی تھا یا نہیں اگر ایک ہی سانپ تھا۔ تو اس کا عقلی اور نقلی ثبوت درکار ہے۔ اور اگر اور بھی بہت سے سانپ تھے تو پھر ملعون ایک ہوا یا سب؟ اگر سارے سانپ ملعون ہو گئے تو بیڑا بے انصافی ہوگی اور کہنا پڑیگا کہ گناہ ایک سانپ نے کیا اگر سزا سب کو ملی۔ اور اگر صرف ایک ہی ملعون ہوا تو سوال یہ ہے کہ غیر ملعون سانپوں کی نسل کہاں ہے۔ اگر نسل موجود ہے تو ملعون اور غیر ملعون سانپوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟ اور اگر نہیں تو ثبوت دو۔ اور پھر یہ عجیب بات ہوگی۔ کہ ملعون سانپ جو سزا کا حقدار تھا۔ اسے تو نسل عطا کی گئی۔ مگر بے گناہ سانپوں کو مٹا دیا گیا۔

چہارم۔ اس فقرہ سے کہ "تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا" دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں اول یہ کہ یوں تو تمام مویشی اور جانور ملعون ہیں۔ مگر سانپ ان سب سے زیادہ ملعون ہے۔ اگر یہ مفہوم لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ باقی جانور کس گناہ کے سبب ملعون ہوئے دوسری بات اس سے یہ بھی ظاہر ہو سکتی ہے کہ باقی مویشی اور جانور تو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں مگر سانپ ایسا ہے جو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس صورت میں دوسرے جانوروں کے مقربان بارگاہ الٰہی ہونے کا ثبوت چاہیئے۔

پنجم۔ سانپ کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ "تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا" سوال یہ ہے کہ کیا اس فعل کے صادر ہونے سے پہلے سانپ ٹانگوں کے ذریعہ چلا کرتا تھا؟ اگر سانپ کی پہلے ٹانگیں ہوا کرتی تھیں تو اس کا بائیبل سے ثبوت پیش کرنا چاہیئے اور اگر پہلے بھی ٹانگیں نہیں تھیں تو یہ سزا کیا ہوئی۔ حالانکہ کہا گیا ہے "تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا" یعنی مستقبل کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نہ کہ حال کا۔ پھر یہ معمہ بھی درپیش ہے کہ اس حکم کے بعد صرف ایک سانپ کی ٹانگیں گری تھیں یا روئے زمین کے تمام سانپوں کی۔ اگر صرف ایک ہی سزا یاب ہوا تو ٹانگوں والے سانپ کہاں ہیں اور اگر سب کی گر گئیں تو عیسائیوں کا خدا غیر عادل ہو گیا۔

ششم۔ سانپ کو یہ سزا بھی دی گئی ہے کہ "تو عمر بھر خاک کھائیگا" سوال یہ ہے کہ سانپ پہلے کیا کھایا کرتا تھا۔ اگر پہلے بھی مٹی ہی کھایا کرتا تھا تو یہ جرم کی پاداش نہ ہوئی۔ اور اگر پہلے روٹی یا اور کوئی چیز کھایا کرتا تھا۔ تو اس کا ثبوت بائیبل سے پیش کرنا چاہیئے۔

ہفتم۔ ایک اور جرح اس سزا پر یہ بھی ہے کہ جس سانپ نے یہ جرم کیا تھا وہ نر تھا یا مادہ۔ اگر مادہ تھا تو پھر نر کا کیا قصور کہ وہ بھی اسی سزا میں شریک کیا گیا اور اگر نر تھا تو مادہ کی ٹانگیں کیوں گر گئیں۔ اور اس کے لئے بھی خاک کھانا کیوں قرار دیدیا گیا

سانپ اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی

ہشتم۔ بائیبل نے سزا کو یہیں تک محدود نہیں کیا بلکہ یہ بھی سزا دی کہ "میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اسکی ایڑی کو کاٹیگا" اس کے متعلق پہلا سوال یہ ہے کہ دشمنی ڈالنے کی جو تشریح کی گئی ہے یعنی یہ کہ سانپ انسان کو کاٹے اور انسان سانپ کو مارے۔ کیا یہ دشمنی پہلے نہیں تھی؟ اور کیا پہلے بلا خوف و خطر انسان سانپ کے ساتھ کھیل سکتا تھا۔

دوم۔ مان لیا کہ سانپ اور انسان میں اس لئے دشمنی ہو گئی کہ سانپ نے انسان کو بہکایا اور خدا نے بطور سزا دونوں میں پھوٹ ڈالدی۔ مگر سوال یہ ہے کہ بچھو اور انسان میں جو دشمنی ہے یا شیر چیتا اور انسان میں جو عداوت ہے وہ کس جرم کی بناء پر ہے۔

سوم۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ انسان سانپ کے سر کو اس لئے کچلتا ہے کہ وہ اس کے بہشت سے نکلنے کا باعث ہوا تو پھر یہ مشکل درپیش آتی ہے کہ نیولا وغیرہ سانپ کو کیوں ہلاک کرتے ہیں کیا ان کے باپ دادوں کو بھی سانپ نے جنت سے نکلوا دیا تھا۔

چہارم۔ پھر اگر سانپ اس لئے انسان کی ایڑی کو کاٹتا ہے کہ وہ ایک انسان کے سبب خدائی لعنت کا مستحق بنا تو سوال یہ ہے کہ وہ اور جانوروں مثلاً گائے بیل وغیرہ کو کیوں کاٹتا ہے کیا گائے بیل کے سبب بھی وہ ملعون ہوا تھا۔

ان تنقیدات کے علاوہ اہم تنقید یہ بھی ہے کہ سانپ نے حوا کو کس طرح بہکایا۔ بائیبل کے رو سے سانپ نے حوا سے باتیں

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

بابت ماہ مارچ ۱۹۳۳ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد	
۱	بیت المال	۴۹۳۷-۱۵-۹	صیغہ جات انجمن
۲	تعمیر	۲-۰-۰	〃
۳	مقبرہ بہشتی	۷۱۷۲-۵-۳	〃
۴	نور ہسپتال	۵۸-۴-۰	〃
۵	دعوت و تبلیغ	۲۳۹-۱۲-۰	〃
۶	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۳۰۳۵-۰-۰	〃
۷	صدقات	۷۹۵-۷-۹	〃
۸	گرلز سکول	۱۱۶۷-۰-۰	〃
۹	مدرسہ احمدیہ	۳۱-۰-۰	〃
۱۰	تحفیف	۱۶۱-۱۳-۶	〃
۱۱	احمدیہ ہوسٹل	۱۳۸-۰-۰	〃
۱۲	امور عامہ	۴-۰-۰	〃
۱۳	ضیافت	۱۴۷-۵-۹	〃
	میزان	۱۷۸۹۳-۰-۰	〃
۱۴	قرضہ	۰-۰-۰	قرضہ
	میزان	۰-۰-۰	〃
۱۵	طبع و اشاعت	۱۳۴۶-۴-۳	صیغہ جات تجارتی
۱۶	بورڈران ہائی	۱۰۲۳-۵-۳	〃
۱۷	〃 احمدیہ	۷۸-۰-۰	〃
۱۸	ریویو انگریزی	۱۷۲-۳-۹	〃
۱۹	پراویڈنٹ فنڈ	۳۵۱-۸-۶	〃
۲۰	بک ڈپو	۱۰۷۰-۱-۶	〃
	میزان	۴۰۴۱-۷-۳	〃
	میزان کل	۲۱۹۳۴-۷-۳	

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم خرچ	
۱	بیت المال	۵۲۱-۱-۳	صیغہ جات انجمن
۲	جائداد	۵۲-۱-۶	〃
۳	تعمیر	۹۷-۱۴-۶	〃
۴	مقبرہ بہشتی	۱۶۲۹-۵-۰	〃
۵	نظارت اعلیٰ	۱۶۸۸-۲-۶	〃
۶	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۵۲-۱۰-۰	〃
۷	نور ہسپتال	۰-۰-۰	〃
۸	دعوت و تبلیغ	۱۲۶۹-۱۱-۶	〃
۹	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۲۸۱۳-۷-۳	〃
۱۰	صدقات	۱۱۸۸-۱۰-۳	〃
۱۱	گرلز سکول	۳۳۱-۱۳-۴	〃
۱۲	مدرسہ احمدیہ	۴۳۴-۱۴-۹	〃
۱۳	جامعہ احمدیہ	۰-۰-۰	〃
۱۴	احمدیہ ہوسٹل	۱۴۴-۷-۹	〃
۱۵	امور عامہ	۱۹۵-۱۴-۹	〃
۱۶	ضیافت	۹۷۴-۷-۶	
۱۷	تعلیم و تربیت	۲۲۶-۱۵-۹	〃
۱۸	تالیف و تصنیف	۳۷-۸-۳	〃
۱۹	امور خارجہ	۲۵۶-۱۱-۶	〃
	میزان	۱۱۹۱۶-۱۳-۶	〃
۲۰	قرضہ	۴۷۱۰-۰-۰	قرضہ
	میزان	۴۷۱۰-۰-۰	〃
۲۱	طبع و اشاعت	۱۳۴۶-۹-۰	صیغہ جات تجارتی
۲۲	بورڈران ہائی	۶۹۶-۱۱-۰	〃
۲۳	〃 احمدیہ	۲۳۴-۹-۳	〃
۲۴	ریویو انگریزی	۴۳۸-۱-۳	〃
۲۵	پراویڈنٹ فنڈ	۱۴۰۰-۰-۰	〃
۲۶	بک ڈپو	۱۱۸۰-۱-۶	〃
	میزان	۵۲۹۶-۰-۰	〃
	میزان کل	۲۱۹۳۲-۱۳-۶	

(محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

محلہ دارالانوار کے متعلق ضروری اعلان

تقسیم قطعات کا نقشہ اخبار الفضل ۲۵ راپریل ۱۹۳۳ء میں شائع کیا گیا ہے۔ اور اس میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ چونکہ پہلے تین سال کے اندر اندر ساری زمینوں کی کل قیمت ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اسی عرصہ میں کچھ نہ کچھ مکانوں کا بنانا بھی ضروری ہے۔ تا لوگوں میں دلچسپی پیدا ہو۔ پس ان ہر دو امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قاعدہ بنایا جاتا ہے۔ کہ حصہ دار کو بشرطیکہ اس کی اپنی زمین نہ ہو۔ یا یہ کہ کمیٹی دارالانوار کے قواعد سے بالا طور پر زمین نہ خرید رہا ہو۔ کسی ایک حصہ دار کو ۸ کنال سے زیادہ زمین خریدنے کا اختیار قواعد کمیٹی کے ماتحت نہ ہوگا۔ سوائے اس صورت کے کہ ۸ کنال سے زائد جو زمین خریدے۔ اس کی قیمت دو سال کے اندر اندر کمیٹی دارالانوار کو ادا کر دینے کا ذمہ دار ہو۔ کسی خریدار کو خواہ اس کا ۸ کنال یا اس سے کم کا مطالبہ ہو۔ اس کے حصے کے پچاس فیصدی سے زیادہ رقم کے مقابلہ میں زمین نہ دی جائے۔ اگر کسی کی زمین کی قیمت پچاس فیصدی رقم سے زائد بنتی ہو۔ تو اس کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ دو سال کے اندر اندر مندرجہ بالا پچاس فیصدی رقم سے زائد جو رقم بنتی ہو۔ وہ ادا کر دے"

اس قاعدہ کی تعمیل میں ہر ایک حصہ دار سے جس کے نام قطعات زمین کی تقسیم ہو چکی ہے۔ ۱۵ رمئی ۳۳ء سے پہلے پہلے مندرجہ ذیل امور کا دریافت کیا جانا ضروری ہے

(۱) اگر آپ کو وہ قطعہ جو آپ کے حصہ میں آیا ہے۔ منظور ہے تو جواب سے بواپسی اطلاع فرمائیں۔ اگر آپ نے مقررہ وقت تک اطلاع نہ کی۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ یہ ٹکڑہ آپ کو منظور ہے۔ اور بطور آخری فیصلہ آپ کے نام یہ ٹکڑہ رجسٹر میں نوٹ کر دیا جائے گا۔ آپ ذمہ دار ہوں گے۔ کہ مطابق قواعد دارالانوار کمیٹی اگر زائد قیمت بنتی ہو۔ تو وہ دو سال کے اندر اندر کمیٹی کو ادا کر دیں ÷

اگر آپ کو یہ قطعہ منظور نہیں ہے۔ تو لکھیں۔ کہ ان وجوہات سے یہ ٹکڑہ ناپسند ہے۔ اور اس ٹکڑہ کو کن کن ٹکڑوں سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ نے موجودہ الاٹمنٹ میں سے وہ ٹکڑے پسند کئے۔ جو دوسرے حصہ داروں کی تقسیم میں آ چکے ہیں۔ اور وہ حصہ دار ان ٹکڑوں کو منظور کر چکے ہیں۔ تو اس صورت میں تبدیل نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ تبدیلی اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ جو ٹکڑہ آپ نے اب پسند کیا ہے۔ وہ جس حصہ دار کے حصے میں آیا ہے۔ اس نے اسے نامنظور کر دیا ہو۔ ایسی صورت میں آپ کی زمین میں توسیع ہونے پر جن حصہ داروں کو اب جو زمین نہیں ملی ہے۔ ان کے ساتھ نئی الاٹمنٹ میں زمین مل سکے گی۔ ان ہر دو امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی منظوری یا نامنظوری سے ۱۵ رمئی تک اطلاع کریں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کرنا ہے۔ کہ بعض حصہ داروں کا روپیہ ۲۱ر تاریخ کو قبل وہ نہیں بھیج رہے ہیں۔ ایسے دوستوں کو متواتر بذریعہ خطوط ساتھ لیٹ فیس بھیجنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ لیکن باوجود بار بار توجہ دلانے کے نہ ان کا بقایا ادا ہو رہا ہے۔ نہ ہی لیٹ فیس ارسال کی جاتی ہے۔ چاہیئے کہ احباب دفتری اخراجات ہم کو مدنظر رکھتے ہوئے خود ہی نہ صرف بروقت قسط ارسال فرمایا کریں۔ بلکہ اگر قسط وقت پر نہ ارسال فرمائیں۔ تو اس کے ساتھ ہی ہرجانہ بھی فی حصہ ار فی یوم کے حساب سے بھیج دیا کریں ÷ دارالانوار [illegible]

… کا قطعہ … غلط چھپ گیا … [illegible] … ڈاکٹر … صاحب کا قطعہ … کلاس میں ہے۔ [illegible]

(سیکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان)

وصیتیں

۳۶۷۹۔ منکہ حرمت بی بی زوجہ چوہدری عبدالعزیز خان صاحب بھٹی محاسب انجمن احمدیہ سٹروعہ عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء سکنہ سٹروعہ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور آج مورخہ ۲۴/۱۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد غیر منقولہ تو کوئی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس زیورات و نقد و زر مہر ملا کر کل رقم-/۱۵۰ روپیہ کی بنتی ہے۔ اور اس رقم کل ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ رقم مبلغ -/۱۵ روپیہ اندرون ۱۹۳۲ء داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر میری موت پر کوئی اور جائداد پائی جائے۔ تو اس کا دسواں حصہ بھی وصول کرنے کی صدر انجمن احمدیہ قادیان حق دار تصور ہوگی۔ العبد:۔ حرمت بی بی مذکورہ بقلم خود گواہ شد:۔ جھجو خاں امیر جماعت احمدیہ سٹروعہ۔ گواہ شد:۔ عبدالعزیز خاں بھٹی دستخط المعروف آدہ۔

۳۸۳۸۔ منکہ حکیم محمد اکرم ولد حکیم غلام فخرالدین صاحب قوم قریشی پیشہ طبابت عمر ۶۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن اوچ شریف ڈاکخانہ خاص تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور آج مورخہ ۳۲/۱۲/۲۷ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان پختہ جس کی کل قیمت مبلغ چار صد روپیہ-/۴۰۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۱۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد:۔ حکیم محمد اکرم بقلم خود سکنہ اوچ شریف گواہ شد:۔ غلام احمد اختر احمدی سکنہ اوچ شریف۔ گواہ شد:۔ شیخ محمد بشیر آزاد احمدی اسسٹنٹ پروپرائٹر دی مسلم پارک فیکٹری حال وارد قادیان۔

۳۸۰۴۔ منکہ حکیم عبدالخالق ولد حکیم خیر محمد صاحب قوم بھٹی جٹ عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن ڈیرہ غازی خان شہر بلاک ۱۵ آج مورخہ ۲/۱۴ ۲۷ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ تین مکانات واقعہ بلاک ۱۵ شہر ڈیرہ غازیخان ۱/۴ حصہ منڈ شوائی والا واقعہ موضع بیلا تحصیل ڈیرہ غازی خاں ۱/۴ چاہ عبداللہ والا۔ علاوہ اس کے کچھ اراضی دریا برد ہے۔ جسکی کل قیمت مبلغ ۲۹۰۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت میں ۵۰ روپیہ ماہوار لیتا ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد۔ خاکسار حکیم عبدالخالق بقلم خود ڈیرہ غازی خان بلاک نمبر ۱۵ گواہ شد ملک رسول بخش ٹنب اوورسیر احمدی ساکن ڈیرہ غازی خاں گواہ شد۔ شیخ محمد بشیر آزاد احمدی اسسٹنٹ پروپرائٹر دی مسلم پارک فیکٹری شہر انبالہ حال وارد قادیان۔

۳۹۳۱۔ منکہ ظہور احمد ولد مولوی غلام محمد قوم ارائیں عمر ۳۰ سال پیدائشی بیعت چاہ شیخوں والا ڈاکخانہ دھیان پور تحصیل لودھراں ضلع ملتان آج مورخہ ۳۲/۱۲/۲۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری للعہ روپیہ ماہوار آمد کی ملازمت ہے۔ للعہ روپیہ یا جو تنخواہ یا آئندہ میری آمد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان انشاء اللہ ماہ بماہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت ہوگا۔ العبد۔ ظہور احمد احمدی پنسال نویس بقلم خود گواہ شد۔ محمد سلطان ولد شیخ محمد الدین سوداگر چرم انسپکٹر تبلیغ لودھراں بقلم خود گواہ شد۔ واحد بخش ولد محمد مراد احمدی سکنہ موضع جبہ تحصیل لودھراں بقلم خود

۳۸۴۶۔ منکہ مہر بی بی زوجہ عبدالحق قوم قاضی عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت عرصہ تقریباً نو سال ساکن قادیان دارالرحمت ضلع گورداسپور آج مورخہ ۳۲/۱۲/۳۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا زیور و حق مہر و کل مبلغ ... روپیہ ہے۔ اس جائداد کا میں پانچواں حصہ وصیت کرتی ہوں کہ انجمن قادیان کیو مبلغ ... روپیہ حصہ وصیت قابل ادائیگی میں سے مبلغ ... روپیہ ادا کرتی ہوں۔ اور بقایا مبلغ ... بذریعہ یا جیسا کہ مناسب طریقہ سے ہو سکا۔ انجمن مذکور کو ادا کردوں گی۔ اور رسید حاصل کرونگی۔ مورخہ ۱۲/۳۲-۳۰ اگر میری وفات کے وقت اس جائداد کے علاوہ جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو جاوے تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن ہوگی۔

العبد: مہر بی بی زوجہ عبد الحق گرداور قانونگوئی۔ گواہ شد:۔ عبد الحق گرداور قانونگوئی حلقہ لوار پر لور تحصیل سبی ضلع کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:۔ مہر اللہ ولد محمد بخش سکنہ قادیان حال ملازم محکمہ ریلوے۔

۳۸۴۶: منکہ محمد امین ولد خیر محمد قوم ارائیں عمر پچپاس سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء سکنہ شیخوں والا ڈاکخانہ دیپالپور تحصیل لودہراں ضلع ملتان۔ آج مورخہ ۱۲/۳۲-۱۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی ۱۵ بیگھہ مال مویشی جس کی کل قیمت مبلغ نو سو روپیہ -/۹۰۰ روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد بوقت وفات جس قدر ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھیجتا رہونگا۔ فقط۔ العبد:۔ محمد امین مرحی نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد:۔ محمد سلطان انسپکٹر تبلیغ سوداگر چرم لودہراں بقلم خود۔ گواہ شد:۔ شیخ فضل الرحمن اختر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ملتان حال قادیان۔

۳۸۴۵: منکہ مسماۃ کریم خاتون زوجہ میاں محمد امین قوم ارائیں عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن شیخوں والا ڈاکخانہ دیپالپور تحصیل لودھراں ضلع ملتان آج مورخہ ۱۲/۳۲-۱۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ کنگن نقرہ یک جوڑہ ... ہسی نقرہ یک عدد پور طلائی خورد یک عدد بالیاں نقرہ ... قیمت سب کی تخمیناً ... ہے۔ اور مبلغ ... روپیہ حق مہر کل مبلغ ... روپیہ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بشرائط بالا کر کے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ اگر میری موت کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد:۔ کریم خاتون مذکورہ نشان انگوٹھہ گواہ شد: شیخ فضل الرحمن اختر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ملتان حال وارد قادیان۔ گواہ شد: محمد امین خاوند موصیہ نشان انگوٹھہ

۳۸۴۴: منکہ خضر سلطانہ بیگم زوجہ محمد یونس قوم شیخ عمر ۲۶ سال بیعت دسمبر ۱۹۳۶ء سکنہ دہلی ضلع دہلی۔ آج مورخہ ۱۲/۳۲-۱۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت جائداد ایک مکان مشترکہ ہے جس کے نصف کی میں مالک اور قابض ہوں۔ جس کی اس وقت دو ہزار اڑھائی سو روپیہ قیمت ہے۔ اور اسی طرح کچھ زیورات قیمتی مبلغ پانچ سو روپے میرے پاس ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہزار روپیہ میرا مہر ہے۔ اور پانچ روپیہ ماہوار میری آمدنی ہے۔ میں اس آمد اور جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں اگر میری اس جائداد کے علاوہ میری وفات پر اور کوئی جائداد یا چیز بھی ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں کوئی حصہ اپنی زندگی میں اپنی جائداد میں سے ادا کردوں۔ تو اتنا حصہ میری وصیت سے منہا سمجھا جائیگا۔

337

العبد:۔ خضر سلطانہ بیگم بقلم خود۔

گواہ شد:۔ اعجاز حسین امیر جماعت احمدیہ دہلی

گواہ شد:۔ محمد یونس احمدی زوج خضر سلطانہ بیگم

۳۸۵۷: منکہ جان بی بی بنت قادر بخش قوم کشمیری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۹ سال ہوئے سکنہ بہادر حسین ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ ۱۲/۳۲-۲۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا خاوند مدت ہوگئی فوت ہوچکا ہے۔ اور میں ایک بیوہ عورت ہوں۔ محنت مزدوری کر کے گذارہ کرتی ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہونگی۔ میری اس وقت کوئی جائداد از قسم غیر منقولہ نہیں ہے۔ سوائے اس زیور کے جس کی تفصیل یہ ہے۔ دو عدد ڈنڈیاں سونے کی قیمتی -/۳۶ روپیہ اور دو عدد ... چاندی کے قیمتی دس روپیہ اور مبلغ ... روپیہ جو میں نے کسی سے لینے ہیں۔ کل مبلغ ایک سو چھ روپے ہوئے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور ہوگی۔ نیز میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء

العبد۔ جان بی بی بنت قادر بخش احمدی نشان انگوٹھہ

گواہ شد۔ عبد اللہ مولوی فاضل ڈیرہ نانک۔

۳۸۶۳: منکہ ڈاکٹر حکیم عبد الرحیم ولد مہر اللہ خاں قوم وزیر عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۲۶ء سکنہ احمدیہ کوٹ ڈاکخانہ سرائے نورنگ ضلع بنوں آج مورخہ ۱/۳۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے جسکی قیمت مبلغ -/۶۰۰۔ ایک کنال زمین واقعہ دار البرکات قادیان دار الامان۔ حکمت کی دکان واقعہ ٹل جس کی قیمت -/۳۰۰ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت تخمیناً ۴۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا یکم جنوری ۱۹۳۳ء۔ العبد:۔ ڈاکٹر عبد الرحیم احمدی مذکور بقلم خود۔

گواہ شد:۔ صاحبزادہ محمد طیب احمدی بقلم خود

گواہ شد:۔ حاجی فضل محمد سرائے نورنگ بقلم خود

۳۸۴۷: منکہ نور بیگم زوجہ سید عزیز الدین صاحب مرحوم قوم سید عمر ۷۵ سال سکنہ منصوری ضلع ڈیرہ دون۔ آج مورخہ ۱/۳۳-۱۷ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ ملکیت بحیثیت مجموعی مبلغ دو صد روپیہ کی ہے۔ لہذا اس کا دسواں حصہ بہشتی مقبرہ کے متعلق بحق انجمن وصیت کرتی ہوں۔ جو بعد وفات واجب الادا ہوگا۔ علاوہ ازیں مبلغ پانچ روپیہ ماہوار میری آمدنی ہے۔ اس کا دسواں حصہ یعنی آٹھ آنہ ماہوار ان شاء اللہ تا زیست ادا کرتی رہونگی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ العبد:۔ مسماۃ نور بیگم ۱/۳۳-۱۷

گواہ شد:۔ سید عبد المجید آف منصوری مقیم دار الامان قادیان

گواہ شد:۔ دستخط: سید عبد الوحید احمدی آف منصوری بقلم خود مقیم قادیان

۳۸۹۸: منکہ خانصاحب قاضی محمد اکرم ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس ولد ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم قوم راجپوت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء سکنہ شہر امرتسر۔ آج مورخہ ۱/۳۳-۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان سکونتی واقعہ امرتسر قیمتی -/۸۰۰۰ کا ۱/۸ حصہ زمین سفید واقعہ قادیان دو کنال قیمتی -/۱۰۰ روپیہ اس کے علاوہ میرا گزارہ ماہوار پنشن پر ہے۔ جو -/۱۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں اپنی پنشن کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ اور میری وفات کے بعد میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ قاضی محمد اکرم انسپکٹر پولیس ریٹائرڈ بقلم خود ۱/۳۳-۲۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد منیر امیر جماعت احمدیہ امرتسر ۱/۳۳-۲۔ گواہ شد:۔ ... جماعت احمدیہ امرتسر بانار سورج کنڈ گنڈہ خزانہ امرتسر ۱/۳۳-۲

۳۸۳۱: منکہ عبید اللہ ولد مولوی محمد بخش صاحب قوم انجمانی (؟) عمر ... سال تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء سکنہ جنڈیاں ڈاکخانہ ... تحصیل و ضلع لاہور حال وارد قادیان۔ آج مورخہ ۱۱/۳۲-۱۶ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت تقریباً ساٹھ روپیہ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ اور میرے مرنے پر جو میرا متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مورخہ ۱۱/۳۲-۱۶

العبد:۔ بقلم خود۔ عبید اللہ موصی مذکور۔ گواہ شد:۔ شیخ یوسف علی کارکن دفتر ڈاک قادیان ۱۱/۳۲-۱۶ گواہ شد:۔ مرزا برکت علی احمدی کارکن دفتر ڈاک بقلم خود ۱۱/۳۲-۱۶

۳۸۶۹: منکہ محمد صادق ولد چوہدری نور الدین قوم جٹ عمر ۱۹ سال پیدائشی بیعت سکنہ احمدی پور ڈاکخانہ کالا گوجراں ضلع جہلم آج مورخہ ۱/۳۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے چھ کنال زمین جس کی قیمت -/۶۰۰ روپیہ اور ایک مکان جسکی قیمت -/۱۵۰ روپیہ یعنی کل قیمت -/۷۵۰ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت -/۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں میری جائداز بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم یا کوئی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا ...

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

حکومت ہند کا ۸ مئی کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گاندھی جی کی رہائی اور ان کی طرف سے تحریک سول نافرمانی کے التوا کی وجہ سے سول نافرمانی کے قیدیوں کی رہائی یا ان دیگروں کے متعلق جو مشروط یا غیر مشروط طور پر سول نافرمانی کے حامی ہیں۔ حکومت کے رویہ میں کوئی فرق رونما نہیں ہوا۔ اس صورت میں کہ تحریک سول نافرمانی کے احیاء کا احتمال ہے۔ انہیں رہا نہیں کیا جا سکتا۔ عارضی تعطل سے وہ شرائط پوری نہیں ہو سکتیں۔ جن کا پورا ہونا کانگرس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھانے سے قبل ضروری ہے۔

مشرقی چین کی ریلوے کی ملکیت کے متعلق جاپان اور روس کے مابین جو جھگڑا چل رہا ہے۔ اسے طے کرنے کے لئے جاپان نے ۷۴ لاکھ پونڈ کے عوض اسے خریدنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن روس تین کروڑ ۵۷ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ کا مطالبہ کرتا ہے۔ دوسری طرف منچورین گورنمنٹ نے حکومت روس کو نوٹس دیا ہے کہ اس ریلوے کے وہ انجن ٹرنوں کے ڈبے اور دیگر سامان وغیرہ جس پر روس نے قبضہ کر لیا ہے۔ فی الفور واپس کرے۔ ورنہ براہ راست کارروائی کی جائے گی۔ اور اس طرح یہ مسئلہ روز بروز زیادہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ پانچ ہزار جاپانی سواروں کا ایک رسالہ روسی سرحد سے ایک سو میل کے فاصلے پر اشارہ کا منتظر کھڑا ہے۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سکرٹری مسٹر جیرام داس دولت رام کو سپیشل پاورز ایکٹ کے ماتحت ۸ مئی کو بمبئی میں گرفتار کر لیا گیا۔

ریاست الور میں ۷ مئی سے دو آرڈیننس جاری کر دئے گئے۔ جو چھ ماہ تک جاری رہینگے۔ ایک کے رو سے عدم ادائیگی محاصل کی تحریک جرم قرار پایا ہے۔ جس کی سزا ۱۸ ماہ قید اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ہوگی۔ اور دوسرے کے ذریعہ چندہ کی فراہمی یا اس میں مدد کرنا خلاف قانون فعل قرار دیا گیا ہے جس کی سزا ۶ ماہ تک قید ہو سکتی ہے۔

شملہ سے ۸ مئی کی سرکاری خبر ہے کہ محرم کی تقریبات کے سلسلہ میں ۶ مئی کو ریاست الور میں فساد ہو گیا۔ جس میں تین شخص قتل ہو گئے۔ پندرہ اشخاص زخمی ہوئے ہیں۔ فوجی دستہ نے بہت جلد امن بحال کر دیا۔

سیالکوٹ میں لائسنس کے بغیر ذوالجناح کا جلوس نکالنے کے جرم میں ۸ مئی کو انجمن شیعہ کے ۱۲ سرکردہ عہدیدار گرفتار کر لئے گئے۔

بنگلور سے ۹ مئی کی اطلاع ہے کہ شموگہ میں محرم کے سلسلہ میں شدید فرقہ وار فساد ہو گیا۔ جس میں ایک مسلمان ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔ ایک کانسٹیبل اور ۵ ہندو زخمی ہوئے۔ فسادیوں نے بعض دوکانوں کو آگ لگا دی۔ جس سے کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ کا نقصان ہوا۔

ہری پور (ہزارہ) سے ایک افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے۔ ایک عورت نے مرغ ذبح کیا۔ اور دو کمسن بچوں کو اس کی کھال اتارنے کو کہا۔ اتفاقاً ایک کے ہاتھ سے تیز چاقو دوسرے کی رگ جان پر جا لگا اور وہ مر گیا۔ دوسرا بچہ مارے خوف کے بھاگا تو ٹھوکر کھا کر گرا اور مر گیا۔ عورت تیسرے بچے کو ٹب میں نہلا رہی تھی۔ کہ شور سن کر اسے ٹب میں چھوڑ کر بھاگی آئی اور اس کے بعد بچہ ٹب میں ڈوب کر مر گیا۔

کلکتہ سے ۹ مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بنگال میں پندرہ یوم کے اندر ۲۷ ڈاکے پڑ چکے ہیں۔ جن میں ریوالور اور بندوقیں استعمال کی گئیں۔

دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۸ مئی کو وزیر ہند نے بتایا۔ کہ یکم مارچ سے اس وقت تک قریباً پانسہ اشخاص کلکتہ اور اس کے گرد و نواح میں بنگال آرڈیننس ایکٹ کے ماتحت گرفتار کئے گئے ہیں۔ یہ اشخاص خلاف قانون انجمنوں کے مقاصد کو تقویت دینے والی حرکات کا ارتکاب کر رہے تھے۔

صوبہ سرحد کی حکومت نے موضع یار حسین پر پانچ صد روپیہ اجتماعی جرمانہ کیا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں یہاں کے کچھ سرخ پوش امن عامہ میں خلل ڈالنے کے لئے جلسے منعقد کر رہے تھے۔

میاں عبدالرشید صاحب بیرسٹر مسٹر ہیریسن کی جگہ جو اختلال دماغ کے باعث طویل رخصت پر انگلستان گئے ہیں پنجاب ہائی کورٹ کے جج مقرر کئے گئے ہیں۔ میاں صاحب موصوف سر شفیع کے چچا زاد اور لیڈی شفیع کے بھائی ہیں۔ آپ ۱۹۲۵ء سے اسسٹنٹ لیگل ریممبرنسر کے فرائض ادا کر رہے تھے۔

سناتن دھرم سبھا راولپنڈی کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۶ مئی کو اچھوت ادہار کی مخالفت کرتے ہوئے پنڈتوں نے گاندھی جی اور پنڈت مالوی کے خلاف بہت کچھ نازیبا الفاظ کہے۔ اس پر بعض لوگوں نے احتجاج کیا۔ اور جلسہ میں سخت گڑبڑ مچ گئی۔ پولیس نے آکر امن قائم کیا۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کا اجلاس ۹ مئی کو لارڈ لنلتھگو کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور کمیٹی کی کارروائی کو اشاعت دینے نیز اس سوال پر کہ ہندوستانی ڈیلی گیٹوں کو گواہوں پر سوالات کرنے کا حق ہے یا نہیں بحث کی گئی۔

فرانس کے ایک اخبار نے ہر ہٹلر جرمنی کے نازی لیڈر کا ایک کارٹون شائع کیا تھا۔ جس پر اس کا داخلہ حدود جرمنی میں بند کر دیا گیا ہے۔ حکومت فرانس حکومت جرمنی کے پاس اس فیصلہ کے خلاف احتجاج کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کی طرف سے لائبریریوں میں بعض کتب رکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے اور بعض کا رکھنا ضروری قرار دیدیا گیا ہے۔

امریکہ کے ایک سائنس دان نے منجمد صورت میں پٹرول ایجاد کیا ہے۔ جو عنقریب بازار میں آنے والا ہے۔ اس سے آگ لگنے اور انجن کے پھٹ جانیکے خطرات باقی نہ رہیں گے۔

مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی اور سبھاش بوس نے وائنا سے ایک مشترکہ بیان شائع کیا ہے۔ کہ گاندھی جی بطور سیاسی لیڈر ناکام ہو چکے ہیں۔ اور سول نافرمانی کا التوا اس امر کا اعتراف ہے کہ کانگرس کی موجودہ پالیسی ناکام رہی ہے اس لئے اب کانگرس کے اندر ایک انتہا پسند پارٹی منظم کی جانی چاہیئے۔ جس کے اصول اور طریقے موجودہ طریقوں سے مختلف ہوں۔

ظفر علی مالک زمیندار نے اس کیس میں جو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کرنے کے الزام میں اس پر چل رہا ہے۔ تا فیصلہ ضمانت پیش کرنے کے بجائے جیل میں رہنا پسند کیا تھا۔ ۹ مئی کو اس مقدمہ کی پیشی تھی۔ اس دن آپ پانسہ روپیہ کا ذاتی مچلکہ داخل کر کے رہا ہو گئے۔ آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از ہزار رسوائی۔

مولانا شوکت علی نے ۱۰ مئی شملہ میں وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔ جو ایک گھنٹہ جاری رہی۔ ان کا بیان ہے۔ کہ وائسرائے نے ان سے کہا۔ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ ناخوشگوار واقعات کا خاتمہ ہو جائے۔ مولانا اب سیاسی لیڈروں کے ساتھ مل کر انگلستان و ہندوستان کے درمیان باعزت سمجھوتہ کرانیکی کوشش کرنیوالے ہیں۔

میڈرڈ سے ۹ مئی کی خبر ہے کہ فوج کے ایک درجن اعلیٰ افسروں کو حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس وقت وہاں قریباً وہی حالات ہیں۔ جو شاہی اقتدار کے خاتمہ کے وقت تھے۔ حکومت نے سوشلسٹوں اور پولیس کی امداد سے امن قائم رکھا ہے۔ سینکڑوں اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ ہڑتالیوں نے ملک کے مختلف حصوں میں بمباری کی ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی